اور ولید شامل ہیں۔ان کی نسل کافی پھیلی۔ ہندوستان میں عثمانی قوم ہے۔معروف مفسر قرآن علامہ شبیر احمد عثمانیؒ اموی ہیں جن کا سلسلہ نسب ابانؒ بن عثمانؓ تک پہنچتا ہے۔مناظر اسلام، فاتح عیسائیت رحمت اللہ ہندی ۳۴ واسطوں سے عثمان رضی اللہ عنہ سے جا ملتے ہیں۔ [اظہار الحق ۱/۱۵، ماہنامہ مطالعہ قرآن اکتوبر ۲۰۰۶ء]

نام ''عثمان'' اہل بیت میں: اہل بیت عظامؓ نے اس جلیل القدر خلیفہ راشد کی محبت میں بہت پیار سے یہ نام اپنی اولاد کے لیے پسند کیا؛ چنانچہ اہل بیت میں کئی گرانقدر ہستیوں کا نام ''عثمان'' تھا۔مثلاً:

[۱] عثمانؒ بن علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ، یہ کربلا میں شہید ہوئے۔مسعودی نے اسے عثمان اکبر کہا ہے۔ [۲] عثمان اصغرؒ بن علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ، یہ بھی کربلا میں شہید ہوئے۔ [۳] عثمانؒ بن عقیل بن ابو طالب۔ [۴] عثمانؒ بن حسن المجتبیٰ۔ [۵] عثمانؒ بن حسین رضی اللہ عنہ۔

عثمان رضی اللہ عنہ اور اہل بیت میں رشتہ داریاں: حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور خاندان بنو ہاشم میں قریبی روابط تھے۔مثلاً:

- حضرت رقیہؓ وام کلثومؓ دختران نبی علیہ السلام آپ رضی اللہ عنہ کے عقد میں آئیں۔
- سکینہؒ بنت حسین رضی اللہ عنہ کا آخری شوہر زیدؒ بن عمرو بن عثمان تھا۔
- فاطمہؒ بنت حسین رضی اللہ عنہ کے شوہر عبداللہ المطرفؒ بن عمرو بن عثمان تھے۔جن سے محمد دیباج پیدا ہوئے جو اپنے اخیافی بھائیوں عبداللہ محضؒ، حسن مثلثؒ وغیرہ کے ساتھ منصور کے قیدخانے میں ۱۴۵ھ میں قتل ہوئے۔ابن حبان اور ابن حجرؒ نے فاطمہؒ کو ثقات میں شمار کیا ہے۔آپ کی روایات سنن ابی داؤد، ترمذی وغیرہ میں موجود ہیں۔
- علیؒ بن الحسین بن علی زین العابدین، آپ کی بیوی رقیہؒ بنت عمر بن عثمان رضی اللہ عنہ ہے۔
- ام قاسمؒ بنت حسن مثنیٰؒ بن حسن مجتبیٰؒ، ان کا سرتاج مروانؒ بن ابان بن عثمان رضی اللہ عنہ ہے، جن سے محمدؒ پیدا ہوئے۔
- اسحاقؒ بن عبداللہؒ بن علی زین العابدینؒ کی زوجہ عائشہؒ بنت عمر بن عاصم بن عمر بن عثمان رضی اللہ عنہ ہے۔
- ام کلثومؒ بنت عبداللہؒ بن جعفر طیار رضی اللہ عنہ کا شوہر گورنر مکہ ابانؒ بن عثمان رضی اللہ عنہ ہے۔
- حفصہؒ بنت محمدؒ بن عبداللہؒ بن عمروؒ بن عثمان رضی اللہ عنہ ایک ایسی زبردست امتیازی نسلی شرف پانے والی خاتون ہے، جسے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، ابوبکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ، علی رضی اللہ عنہ، طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ نے جنم دیا۔یہ منفرد اعزاز صفحہ 48 پر دیے گئے شجرہ نسب سے واضح ہوگا۔ [المعارف، جمهرة الأنساب]

صبر و رضا قسط:2

آفات ومصائب میں بندہ کیا کرے

عبدالرحیم روزی

۶۔ انعاماتِ الٰہی کی بروقت قدر و قیمت پہچان لے: کسی بھی آسائش وخوشحالی، آسودگی اور خوشی کی قدر و قیمت اس وقت محسوس ہوتی ہے، جب انسان کو اس کے بالمقابل سے پالا پڑے۔ عربوں کی کہاوت ہے: "تعرف الأشياءُ بأضدادِها" کہ اشیاء کی قدر و قیمت اس کے بالمقابل سے دوچند ہوتی ہے۔ لہٰذا مصائب وآفات کے نزول سے پہلے خوشحالی وآسودگی کی قدر کرے۔ یہ قدر زبان سے، دل سے، اعضاء سے، وقت سے، نظر سے کی جاسکتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ سے اس حوالے سے جامع فرمودات وارد ہیں، مثلاً: "بادروا بالأعمالِ سبعًا، هل تنتظرونَ إلا غنًى مطغيًا أو فقرًا منسيًا أو مرضًا مفسدًا أو هرمًا مفندًا أو موتًا مجهزًا أو الدجالَ، فالدجالُ شر غائبٍ يُنتظرُ أو الساعة، والساعةُ أدهى وأمرُّ" [ترمذی زھد باب المبادرة فی العمل ح:۱] "تم میں سے کوئی انتظار نہیں کرتا مگر سرکشی میں ڈالنے والی دولتمندی کی، یا بھلا دینے والی تنگدستی کی، یا خراب کردینے والی بیماری کی، یا کھوسٹ کرنے والے بڑھاپے کی، یا تیزی سے ختم کرنے والی موت کی، یا دجال کی: دجال تو بدترین غائب شخص ہے جس کا انتظار کیا جائے، یا قیامت کی: قیامت تو سب سے بڑی اور کڑوی مصیبت ہے۔" اور ارشاد ہے: "بڑھاپے سے پہلے جوانی کو، بیماری سے پہلے تندرستی کو، مصروفیت سے پہلے فراغت کو، تنگدستی سے پہلے مالداری کو اور موت سے پہلے زندگی کو غنیمت جان لے۔" [ترمذی، احمد، نسائی]

۷۔ جذبہ ہمدردی وامداد باہمی: بدترین سیلاب اور زلزلہ سے متاثر ہمارے بھائی ہر قسم کے تعاون، ہمدردی اور دکھ درد میں ساجھی وشریک ہونے کے مستحق اور منتظر ہیں۔ ان کے لیے خیموں، خشک راشن، گھریلو سامان، گھروں کی مستقل بحالی اور ادویات کی اشد ضرورت ہوتی ہے۔ غیر ملکی ڈونرز کی امداد یا حکومتی امداد پر مکمل بھروسہ نہ رکھیں؛ بلکہ ہر ایک اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی دولت اور مال سے ان کی مدد کریں۔ آپ براہ راست مدد کریں یا معتمد ودیانت دار تنظیموں سے رابطہ کریں۔ اور اپنی امداد کو برمحل اور مستحق لوگوں تک زیادہ سے زیادہ پہنچانے کوشش کریں؛ تاکہ آپ کی ریلیف بامقصد اور کارآمد ہوسکے۔ ارشاد الٰہی ہے: ﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى﴾ "لوگو نیکی اور پرہیزگاری کے

کاموں میں باہمی تعاون کرو۔" مسلمان ایک دوسرے کے بھائی ہیں: ﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ﴾ "مسلمان ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔" ﴿وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ﴾

مسلمان کو ایک دوسرے پر حقوق حاصل ہیں: ﴿وَالَّذِينَ فِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُومٌ ۝﴾ مسلمان کی صفات میں سے حقداروں اور مصیبت زدہ لوگوں پر خرچ کرنا ہے۔ ﴿وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ ۝﴾ مسلمان ایک دوسرے کے لیے جسد واحد کی طرح ہیں اور ایک کا دکھ دوسرے کا بھی دکھ ہے۔ "مثلُ المؤمنينَ في توادِّهم وتراحمِهم وتعاطفهم كمثلِ الجسدِ الواحدِ إذا اشتكى عضوٌ تداعى له سائرُ الجسدِ بالسهرِ والحمّى" تمام مسلمان ایک بدن کی مانند ہیں، جب ایک عضو کو تکلیف ہوتی ہے تو سارے جسم کو بے خوابی اور بخار کی طرف بلاتا ہے۔"

۸۔ راست بازی وسچائی کا التزام: عام طور پر مسلمانوں اور خصوصاً ہندو پاک کے لوگوں میں یہ ناقابل تعریف عادت پائی جاتی ہے کہ قدرتی آفتوں کے نتیجے میں نقصان آنے پر اس کی تلافی اور ریلیف لینے کے لیے نقصانات کو بڑھا چڑھا کر بیان کرتے ہیں۔ رائی کو پہاڑ بنادیتے ہیں۔ بعض غیر متأثر حضرات بھی متأثرین کا لبادہ لگا کر، ان کا بہروپ اختیار کر کے نقصانات کا رونا روتے ہیں۔ اس کا نقصان یہ ہوتا ہے کہ امداد دینے والے اداروں کا اعتماد ختم ہو جاتا ہے۔ اور انہیں اصلی اور جعلی نقصانات، نیز حقیقی اور جعلی متأثرین کے درمیان امتیاز وفرق کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ اور بسا اوقات اصلی متأثرین محروم ہو جاتے ہیں، خود غرض اور لالچی لوگ امداد وصول کرتے ہیں۔ جس سے دین تباہ ہونے کے علاوہ ملکی وغیر ملکی اداروں میں وطن عزیز اور مسلمان بدنام ہو جاتے ہیں۔ اور ایسا کرنا ایک سنگین اخلاقی جرم ہے۔ اور یہ حقدار لوگوں کے حقوق پر ڈاکہ ہے۔ اللہ کا شکر ادا کرو کہ آپ کا نقصان نہیں ہوا۔ اگر آپ اپنے مصیبت زدہ بھائی کی امداد نہیں کر سکتے، تو اتنی نیکی کر سکتے ہو کہ اس کے لیے آئی ہوئی امداد پر ڈاکہ نہ ڈالیں۔ بھلا ایک انسان، ایک مسلمان ایسا مذموم کردار ادا کر سکتا ہے؟!

۹۔ توبہ وإنابت إلی اللہ: عام خوشحالی کے حالات میں انسان اپنے رب کو بھول جاتا ہے۔ اس کے فرائض وسنن کی بجا آوری میں کوتاہی اور نواہی میں سرکشی ومعاصی اور محارم کے مرتکب ہوتے ہیں۔ اور انسان غفلت وذھول میں دھت بھی ہو جاتا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ ہر وقت حی، قیوم، المنتقم اور عزیز وغالب ذات والا تیار ہے۔ اگرچہ انبیاء ورسل کی بعثت کے ذریعے، وحی کے ذریعے الٰہی تدابیر ومکر سے آگاہ کرنے کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے؛ مگر اپنی غیر معمولی قہاریت

وجبروت وغلبہ کا مظاہرہ بار بار کرتا رہتا ہے۔ کبھی حالیہ زلزلہ کی شکل میں، کبھی سونامی طوفان اور ہیٹی کے زلزلہ کی شکل میں، کبھی 2005ء کے تباہ کن زلزلہ اور یورپ وامریکہ میں چھا جانے والی دھند کی شکل میں، کبھی غیر معمولی بارش اور قحط سالی کے ذریعے، تب ہی انسان اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے لگتا ہے۔ انسان کی اس حرکت کو قرآن نے اس تعبیر میں بیان کیا ہے: ﴿وَإِذَا مَسَّ النَّاسَ ضُرٌّ دَعَوْا رَبَّهُم مُّنِيبِينَ إِلَيْهِ ثُمَّ إِذَا أَذَاقَهُم مِّنْهُ رَحْمَةً إِذَا فَرِيقٌ مِّنْهُم بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُونَ ۝﴾[۳۰/۳۳] ﴿أَوَلَا يَرَوْنَ أَنَّهُمْ يُفْتَنُونَ فِي كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ لَا يَتُوبُونَ وَلَا هُمْ يَذَّكَّرُونَ ۝﴾ [التوبة: ۱۲۶] ''کیا نہیں دیکھتے کہ وہ آزمائے جاتے ہیں ہر سال ایک بار یا دوبار پھر بھی توبہ نہیں کرتے اور نہ وہ نصیحت حاصل کرتے ہیں۔''

انسان علمی اور لاعلمی دونوں حالتوں میں اللہ تعالیٰ کی سرکشی اور گستاخی کا ارتکاب کرتا رہتا ہے۔ اور مسلسل خوشحالی وفراوانی بھی بسا اوقات ابتلاء وآزمائش کا ذریعہ بنتی ہے۔ ارشاد الٰہی ہے: ﴿وَنَبْلُوكُم بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً﴾ ''اور ہم تمہارا تکلیف اور بھلائی دونوں کے ذریعے امتحان لیتے ہیں۔'' جس طرح یہ سیلاب اور حالیہ زلزلہ امتحان ہے۔ اس طرح انسان کی فطرت ہے کہ نعمت مسلسل کو بھی وہ قدر کی نظر سے نہیں دیکھتا اور اس وقت ہوش میں آجاتا ہے جب وہ کڑوی گولی نگلے۔ کیونکہ ''تعرف الاشیاء باضدادھا'' ہر چیز اس کی ضد وعکس سے پہچانی جاتی ہے۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک بگل ہے کہ اب بھی اپنی عملی کوتاہیوں، ناقدریوں اور ناشکریوں کو یاد کرو اور فراخی وآسائش کے اوقات میں بھی اللہ تعالیٰ کو مت بھولو۔ اسی کا دیا ہوا رزق تم کھا رہے تھے۔ دوسرے تمہارے محتاج تھے، اب تم دوسروں کے محتاج ہوگئے ہو۔ حالات ایک جیسے نہیں رہتے، موسم ہمیشہ بہار کا نہیں رہتا، خزاں اور سرما بھی آتا ہے۔ آئندہ کے لیے سنبھل جاؤ اور ہر وقت تعلیمات الٰہی وتعلیمات نبوی کے پرتو میں زندگی گزارو۔ ارشاد الٰہی ہے: ﴿وَإِنِّي لَغَفَّارٌ لِّمَن تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدَىٰ ۝﴾ اور ارشاد ہے: ﴿ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُم بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ۝﴾ [۳۰/۴۱] غلطی کرنے، اپنے آپ پر ظلم وزیادتی کرنے پر انسان کو کوسا نہیں گیا ہے، بشرطیکہ وہ ایک لغزش کا ادراک کر کے تلافی کرنے کی کوشش کرے۔ ﴿وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللَّهَ فَاسْتَغْفَرُوا لِذُنُوبِهِمْ ......﴾ [۳/۱۳۵-۱۳۶] مگر جو کوئی غلطی کرے اور غلطی کو تسلیم بھی نہ کرے، ٹس سے مس نہ ہو، یا اسے جواز فراہم کرے 'ان کے لیے 'عذر گناہ بدتر از گناہ' ہوگا۔ ارشاد الٰہی ہے: ﴿وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ ......﴾

کوئی گنہگار اپنے گناہوں میں مستغرق مرجاتا ہے۔خصوصاً جب اچانک موت اسے دبوچ لے تو اس کے لیے حسرت ہی حسرت ہے۔ارشادنبوی ہے:''موتُ الفجأة أخذةُ آسف'' کہ اچانک موت الٰہی انتقام کی موت ہے۔ [ابوداؤد جنائز] اس کی مزید وضاحت خاراشگاف الفاظ میں یہاں کیا گیاہے۔ارشادالٰہی ہے:﴿وَاتَّبِعُوْا أَحْسَنَ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَّ أَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝ أَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ يَا حَسْرَتٰى عَلٰى مَا فَرَّطْتُ فِيْ جَنْبِ اللهِ وَإِنْ كُنْتُ لَمِنَ السّٰخِرِيْنَ ۝ أَوْ تَقُوْلَ لَوْ أَنَّ اللهَ هَدَانِيْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ۝ أَوْ تَقُوْلَ حِيْنَ تَرَى الْعَذَابَ لَوْ أَنَّ لِيْ كَرَّةً فَأَكُوْنَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ بَلٰى قَدْ جَآءَتْكَ اٰيَاتِيْ فَكَذَّبْتَ بِهَا وَاسْتَكْبَرْتَ وَكُنْتَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ۝﴾[۳۹/۵۵-۵۹]انسانی عادت ہے کہ جب اسے تکلیف پہنچتی ہے تو اللہ کو پکارتا ہے۔جب تکلیف ٹل جاتی ہے تو پھر وہی ڈھاک کے تین پات۔ارشادالٰہی: ﴿وَإِذَا مَسَّ الْإِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهٗ مُنِيْبًا إِلَيْهِ ثُمَّ إِذَا خَوَّلَهٗ نِعْمَةً مِّنْهُ نَسِيَ مَا كَانَ يَدْعُوْ إِلَيْهِ مِنْ قَبْلُ وَجَعَلَ لِلّٰهِ أَنْدَادًا لِّيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ﴾[۳۹/۸]

اللہ تعالیٰ صرف مصیبت میں اسے پکارنے،فراخی میں بھول جانے والوں کی مذمت کرتا ہے۔اگر کوئی ہر دو حال میں اسے بھولتا ہے،سرکشی کرتا ہے،غیراللہ کے سامنے جھکتا ہے:تو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور غیرت کا کس طرح اندازہ لگایا جاسکتا ہے؟!شیخ محمد بن عبدالوہابؒ کہتا ہے:نبی ﷺ کے دور کے مشرکین سے ہمارے دور کے مشرکین شرک میں زیادہ رنگے ہوئے ہیں۔اُس دور کے مشرکین قرآنی بیان کے مطابق کم ازکم پریشانی کے عالم میں تو خالص اللہ تعالیٰ کو پکارتے تھے،مگر اِس دور میں مشرکین خوشحالی و بدحالی دونوں حالتوں میں غیراللہ کو پکارتے ہیں۔''

۱۰۔ حکومت قومی وعالمی سطح پر اعتماد حاصل کرے: ارشادنبوی ہے کہ''بہترین حکمران وہ ہیں جن کے لیے تم پبلک دعا کریں اور وہ تمہارے لیے،جبکہ بدترین حکمران وہ ہیں جو تم سے بغض ونفرت رکھے اور تم ان سے۔'' بدقسمتی سے پاکستان کی تاریخ میں پہلی قسم کے حکمران کم ہی نصیب ہوئے اور دوسری قسم کے لوگوں کی کمی نہیں ہوئی۔سابقہ حکومت کے عہد میں آئے سیلاب کی تباہ کاریوں کے دوران چائنہ،سعودی عرب یہاں تک کہ امریکہ بھی اپنی ریڈ اور ریلیف حکومت کے حوالہ کرنے سے ہچکچانے لگے۔اور انہوں نے اپنی امداد رقوم کے بجائے ترقیاتی منصوبہ جات کی شکل میں دینے کو ترجیح دی۔سب کا خدشہ زبان حال سے یہ ظاہر کررہا تھا کہ اقتدار والی پارٹی ملنے والی ریلیف سے پہلے اپنے